رسول اللہ ﷺ کی معاشی زندگی پر ایک نظر

روشن علی☆

ا۔ بچپن میں آپ کی معاشی زندگی

رسول اکرم ﷺ کی ولادت کے مبارک موقع پر انسانیت کے خزاں رسیدہ گلشن میں ایمان کی بہار آئی۔کفر کے ایوانوں میں خاک اڑنے لگی اور ہدایت کے چراغ روشن ہونے لگے۔ایوان کسری کے چودہ کنگرے گر گئے،آتش کدہ فارس بجھ گیا اور دریائے ساوا خشک ہو گیا اور آپؐ سے ایک ایسا نور نکلا جو پورے آسمان پر مشرق سے مغرب تک پھیل گیا۔[1]

مشہور قول کے مطابق آپؐ کے والدگرامی آپؐ کی ولادت سے پہلے اس دارفانی سے کوچ کر گئے تھے۔[2]

اس لئے آپؐ کی ولادت کے بعد آپؐ کی کفالت کے اخراجات جہاں آپؐ کی والدہ اور چچا کے ذمہ تھے وہاں والدگرامی کی طرف سے وراثت سے بھی آپ کی کفالت کا سامان فراہم ہونے لگا تھا۔

ابن سعد اپنی تاریخ الطبقات الکبری میں آپؐ کے والد کی میراث کے بارے میں لکھتے ہیں:

> **"ترک عبد الله ابن عبد المطلب ام ایمن و خمسة اجمال اوارک یعنی تاکل الاراک و قطعة غنم فورث ذالک رسول الله صلّی الله علیه و آله وسلّم فکانت ام ایمن تحضنه و اسمها برکة"۔[3]**
>
> عبداللہ ابن عبدالمطلبؑ نے وراثت میں (ایک لونڈی) ام ایمن، پانچ آوارک اونٹ یعنی؛ وہ اونٹ جو پیلو کے درخت کے پتے کھاتے ہوں، چند بھیڑیں جو آپؐ کو میراث میں ملیں۔یہی ام ایمن ہیں جس نے آپؐ کی پرورش کی تھی،جس کا اصل نام برکۃ تھا۔

☆اسٹنٹ پروفیسر،وفاقی نظامت تعلیمات،اسلام آباد

والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد آپؐ کی پرورش اور معاشی کفالت کی ذمہ داری آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے قبول کی۔عبدالمطلب اپنے یتیم پوتے کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔پس دو سال ہی گذرے تھے کہ آپؐ کے شفیق دادا کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو آزمائش میں سرخرو ہونے کا ایک اور موقع فراہم کیا۔

دادا کی وفات کے بعد آپؐ کی معاشی کفالت کی ذمہ داری آپؐ کے چچا حضرت ابوطالبؑ نے قبول کی۔وہ آپؐ کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔سفر میں ہوں یا حضر میں وہ آپؐ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔قرآن مجید نے ابوطالبؑ کے اس کریمانہ سلوک کو اس طرح بیان کرتا ہے:

"**اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى**"[۵]

''کیا تمہیں نہ پایا یتیم، پھر ٹھکانا دیا''

یہ حقیقت ہے کہ اس شفیق چچا نے اپنے یتیم بھتیجے کی معاشی کفالت، نصرت، وحمایت اور تکریم وتجمیل میں اپنی بساط کے مطابق کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔حضرت ابوطالبؑ ہی کے زیر سایہ آپؐ نے تجارت کے اصول وضوابط سے آگاہی حاصل کی اور اُس زمانے کی تجارتی دنیا سے آشنا ہوئے۔

۲۔گلہ بانی

اللہ تعالیٰ کی حکمت میں کیا راز پوشیدہ ہے کہ اس نے اکثر انبیاءکرام ÷ سے بکریاں چروائیں۔آپؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ:۔

"**ليس من نبى الا و قد رعى الغنم**"[۶]

''کوئی بھی ایسا نبی نہیں جس نے بکریاں نہ چرائیں ہوں''

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بکریاں چرانے کے ذریعے لوگوں کے ساتھ رعایت اور مدارا کرنے کی تربیت دی ہے۔ جیسا کہ امام جعفر صادق - نے ارشاد فرمایا کہ:۔

"**ما بعث الله نبيا قط حتى يسترعيه الغنم و يعلمه بذالك رعية الناس**"[۷]

''اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا یہاں تک کہ اس سے بکریاں چروائیں تا کہ اس کے ذریعے اسے لوگوں کی رعایت سکھائے''

آپؐ نے بھی بکریاں چرائیں جیسا کہ ابن ہشام اپنی سیرت میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

"**ما من نبى الا و قد رعى الغنم و قيل انت يا رسول الله ، قال و انا**"[۸]

''کوئی بھی ایسا نبی نہیں جس نے بکریاں نہ چرائیں ہوں، پوچھا گیا کہ آپؐ نے بھی، فرمایا ہاں میں نے بھی (بکریاں چرائیں ہیں)''

ابواب فقہ میں بکریاں چرانے کو مستحب عمل کہا گیا ہے۔لہٰذا آپؐ بچپن ہی میں جب آپؐ کی عمر مبارک دس سے بارہ سال تھی تو آپؐ نے اپنے چچا کا معاشی ہاتھ بٹانے کے لیے بکریاں چرانا شروع کیں۔علامہ مجلسی بحار الانوار میں ابوداؤد کی روایت بیان کرتے ہیں کہ:۔

''کانت لہ مائۃ شاۃ لایرید ان یزیدو کان صلی اللہ علیه و آلہ وسلم کلما ولدت سخلۃ ذبح مکانھا شاۃ۔'' [9]

''آپؐ کے پاس سو(۱۰۰) بکریاں تھیں،ان سے زیادہ (تعداد) بڑھانا نہیں چاہتے تھے،جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا تو آپؐ اس کی جگہ ایک بکری ذبح کرتے تھے''

(ابوداؤد نے ایک تفصیلی واقع بیان کیا جو اس حدیث میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے)

۳۔تجارت

جب آپؐ جوان ہوئے تو آپؐ نے تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔اس ذریعہ معاش کے انتخاب کی وجوہ میں سے نمایاں وجہ یہ تھی کہ آپؐ کے خاندان بنو ہاشم اور قریش مکہ بھی تجارت پیشہ تھے۔آپ کے آباء واجداد تجارت ہی کی وجہ سے شہرت رکھتے تھے۔جیسا کہ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ:

''کان اصحاب الایلاف اربعۃ اخوۃ: ھاشم ، و عبدالشمس، ولمطلب، و نوفل بنو عبد مناف . فاما ھاشم فانہ کان یؤلف ملک الشام ای اخذ منہ حبلا و عھدا یأمن بہ فی تجارتہ الی الشام . اخوہ عبد الشمس کان یؤلف الی الحبشۃ. و المطلب الی الیمن . و نوفل الی فارس۔'' [10]

اصحاب ایلاف چار بھائی ہیں: ہاشم،عبدالشمس،مطلب اورنوفل ہیں جو اولاد عبدالمناف میں سے ہیں۔ہاشم نے شام کے بادشاہ سے امان نامہ اور تجارتی عہد لیا تھا تاکہ ملک شام کی طرف ان کی تجارت پرامن رہے۔ان کے بھائی عبدالشمس نے حبشہ کے حاکم سے تجارتی معاہدہ کیا تھا۔مطلب نے یمن کے بادشاہ اور نوفل نے ایران کے بادشاہ کسریٰ کے ساتھ تجارتی معاہدہ کیا تھا۔

شام کا تجارتی سفر اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ کے ساتھ عقد جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے آپؐ نے بچپنے ہی میں اپنے چچا حضرت ابوطالبؑ کے زیر سایہ تجارت کے بنیادی اصول وضوابط کی تربیت حاصل کرلی تھی۔لہٰذا اسی دوران پہلی بار آپؐ نے اپنے چچا حضرت ابوطالبؑ کے ساتھ تجارت کے لیے شام کا سفر کیا تھا،لیکن اس سفر میں آپؐ تاجر کی حیثیت سے نہیں تھے۔

دوسری بار جب آپ ۲۵ سال کے ہوئے تو آپؐ کی امانت و دیانت اور سچائی مشہور ہوگئی تھی۔حضرت خدیجہ الکبر ی ×

جو عرب کی شریف ترین اور مالدار ترین خاتون تھیں، ان کا تجارتی کاروان اہل مکہ کے تجارتی کاروان کے برابر ہوتا تھا، وہ اپنا مال دے کر تجارت میں شرکت ہو جاتیں تھیں اور شرکاء کے لیے ایک حصہ بھی مقرر کرتی تھیں، خود قریش کے لوگ بھی تاجر تھے۔ جب انہیں رسول ﷺ کی سچائی، امانتداری اور شرافت و اخلاق کے واقعات کی خبر پہنچی تو آپؐ کو بلوا بھیجا اور درخواست کی کہ آپؐ اُن کا مال لیکر میرے ایک غلام کے ساتھ جس کا نام میسرہ تھا، تجارت کے لیے تشریف لے جائیں۔ آپؐ کو معاوضہ بھی اس سے زیادہ دونگی جو دوسرے تاجروں کو دیتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حضرت خدیجہ × کی یہ درخواست قبول فرمالی۔ آپؐ ان کا سامان لے کر میسرہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہو گئے۔[11]

اس سفر میں آپؐ نے بہت سا منافع کمایا اور بہت سے معجزات بھی آپؐ سے وقوع پذیر ہوئے، یہ تمام واقعات اور عظیم الشان خبریں حضرت خدیجۃ الکبریٰ ﷺ کو میسرہ نے سنائیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ × نے رسول ﷺ کے ساتھ وصلت کا پیغام بھیجا۔ چونکہ حضرت خدیجہ × قریش کی عورتوں میں نسب و شرف کے لحاظ سے افضل و اعلیٰ اور دولت کے لحاظ سے تمام عورتوں میں مالدار تھیں۔ قریش کا ہر شخص اُن سے وصلت کا آرزومند تھا۔[12]

رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کے ہمراہ تشریف گئے اور اس طرح خدیجہ بنت خویلد سے آپؐ کا عقد ہو گیا۔[13]

اس وقت رسول اللہ ﷺ نے انہیں ۲۰ (بیس) جوان اونٹنیاں دیں۔[14]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ کے پاس اتنا مال تھا کہ آپؐ نے انہیں ۲۰ اونٹنیاں حق مہر میں دیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ × نے بھی اپنی تمام دولت آپؐ کے سامنے رکھدی یوں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو غنی کر دیا۔ یہ گواہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں اس طرح بیان کرتا ہے:۔

"وَ وَجَدَكَ عَائِلاً فَاَغْنٰی"[15]

''اور آپ کو مفلس پایا اور پھر غنی کر دیا''

آپؐ کے تجارتی سفر:

اس کے بعد دوبارہ آپؐ حضرت خدیجۃ الکبریٰ × کا سامان تجارت لیکر جرش (یمن) تشریف لے گئے۔ جرش یمن کا ایک بہت بڑا شہر تھا۔[16]

اسی طرح آپؐ تجارتی غرض سے بحرین بھی تشریف لے گئے۔[17]

یہ تو اعلان نبوت سے پہلے کی آپؐ کی معاشی زندگی تھی، بعثت کے بعد جب آپؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو وہاں بھی آپ کی معیشت کے مختلف ذرائع تھے۔

ہجرت مدینہ کے بعد آپؐ کے معاشی حالات:

جب آپؐ کے دو بڑے سہارے، حضرت ابو طالبؑ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ ×، یکے بعد دیگرے اس دنیا سے

کوچ کر گئے تو اب کوئی ان جیسا مددگار نہ رہا تھا، ان کے فقدان پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

"ما نالت منی قریش شیئا اکرهه حتی مات ابو طالب" [۱۸]

ابوطالبؑ کی وفات تک قریش مجھ سے ایسا کوئی (بُرا) سلوک نہ کر سکے، جو مجھے ناپسند ہوا ہو۔

اسی سال کو رسول اللہؐ نے عام الحزن قرار دیا اور آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ کافی کی روایت ہے کہ:

"لما توفی ابو طالب نزل جبرئیل علی رسول الله صلّی الله علیه و آله وسلم فقال یا محمد اخرج من مکة فلیس لک فیها ناصر" [۱۹]

''جب ابوطالب -کی وفات ہوئی تو آپؐ پر جبریل نازل ہوئے اور کہا اے محمد ﷺ! آپؐ مکہ سے نکلیں، کیونکہ اب وہاں آپؐ کا کوئی مددگار نہیں ہے''

مدینہ منورہ میں ابتداء میں آپؐ کے صحابہ کرامؓ ،آپؐ اور آپؐ کے اہل خانہ کی معاشی کفالت کیا کرتے تھے۔انصار مدینہ زراعت پیشہ تھے وہ اپنے کھیتوں میں سے کچھ حصہ وقف کر دیتے تھے اور پکنے کے وقت ایک مخصوص حصہ آپؐ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔[۲۰]

جانور پالنا

جب افراد خانہ کی تعداد بڑھتی گئی تو آپؐ نے ان کی گذر بسر کے لیے کچھ معاشی فعالیت شروع کی۔آپؐ نے چند بکریاں خریدیں جن کا دودھ آپ ﷺ کے خاندان والے بطور خوراک استعمال کیا کرتے تھے۔بکریوں کی تعداد بڑھتی رہی۔ان کی بکریوں کے ساتھ آپؐ کے ذاتی اونٹ اور گھوڑے بھی ہوتے تھے۔جب ان کی تعداد کافی بڑھ گئی تو مدینہ منورہ کے قریب ایک چراہ گاہ میں یہ جانور رہنے لگے۔ایک صحابیؓ ان کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے اور دودھ آپؐ کے گھر بھجا دیا جاتا تھا۔[۲۱]

دیگر بادشاہوں کے تحائف

جب آپؐ نے مدینہ منورہ میں باقائدہ اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالی اور آس پاس کے حاکموں کو دین کی دعوت دینے کے لیے مکتوبات لکھے اور اپنے نمائندے بھیجے تو ان بادشاہوں نے آپؐ کی خدمت میں تحائف بھیجے۔ان تحائف میں اونٹ گھوڑے، خچر،گدھے وغیرہ شامل تھے۔(اس کی مختصر وضاحت ہم آپؐ کے جانوروں میں بیان کریں گے۔)

غنائم

آپؐ کی کفار اور اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ بہت سی جنگیں ہوئیں تھیں ان جنگوں میں آپ کو بہت سال مال غنیمت حاصل ہوا،ان میں سے ایک حصہ آپؐ کے لئے خاص ہوتا تھا۔یہ حصہ آپؐ کو دو صورتوں میں ملتا تھا،ایک مجاہد کی

حیثیت سے اور دوسرا سربراہ مملکت کی حیثیت سے، جس کو قرآن کریم میں خمس کہا گیا ہے، اس مال سے آپؐ اپنی اور اپنے قرابتداروں کی ضروریات پوری کیا کرتے تھے:۔

"وَ اعْلَمُوآ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰہِ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ." [۲۲]

''جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا، اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر اس دن اتارا جو دن حق اور باطل کی جدائی کا تھا جس دن دو فوجیں بھڑ گئی تھیں اور اللہ ہر شی پر قدرت رکھتا ہے''۔

مخیرّیق کی جائداد کا آپؐ کو ملنا:

مخیرّیق قبیلہ بنوقینقاع کا ایک مالدار یہودی تھا، اسے آپؐ سے انتہائی عقیدت تھی۔ اور آپؐ ان کو "خیر یھود" کہا کرتے تھے۔[۲۳]

اس کے سات باغ تھے۔ وہ آپؐ کے ساتھ غزوہ احد میں شریک تھا۔ اس نے وصیت کی تھی کہ اگر وہ مر جائیں تو ان کی تمام دولت آپؐ کی ملکیت ہو جائے گی۔[۲۴]

وہ اسی غزوہ میں قتل ہو گئے اسی طرح اس کی ساری دولت آپؐ کی ملکیت میں آ گئی۔ اس کے سات باغات کے نام یہ ہیں: العواف، الدلال، البرقة، المثیب، الحسنی، الصافیة، مشربة ام ابراھیمؑ (یہ نام اس لیے رکھا کہ آپؐ کے بیٹے ابراہیمؑ کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہؓ وہاں رہتی تھی)۔ [۲۵]

بنونضیر کی زمین اور نخلستان

اللہ تعالی نے آپؐ کو بنونضیر کے باغات اور زمین کا مالک بنایا جس کی گواہی قرآن کریم کی سورۂ حشر میں موجود ہے کہ:۔

''اور جس مال کو اللہ نے اپنے رسول کی آمدنی قرار دیا ہے (اس میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے) کیونکہ اس کے لیے نہ تو تم نے گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ، لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جن پر چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔''[۲۶]

بنونضیر نے جب معاہدے کی خلاف ورزی کی تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان پر چڑھائی کی، جس کی نتیجے میں انہوں نے جلاوطنی قبول کی اور اپنی تمام جائداد چھوڑ دی سوائے منقولات میں سے صرف جتنا اٹھا سکے اتنا لے

گئے۔ آپؐ نے ان کے منقولات کو تمام مجاہدین میں تقسیم کر دیا اور غیر منقولات (زمین اور باغات وغیرہ) اللہ کے حکم کے مطابق اپنے لیے رکھ لیئے۔

عامہ کی روایت کے مطابق بنونضیر کی زمین اور نخلستان آپؐ کے لیے خاص تھے:

"كانت اموال بنی نضير مما آفاء الله علی رسوله مما لم يوجف المسلمون عليه بخيل و لا ركاب ، كانت لرسول الله صلّی الله عليه وسلم خالصا ينفق علی اهل بيته ." ۲۷

بنونضیر کے اموال خالصۃ اللہ کے رسول ﷺ کے لیے تھے جو اللہ نے اپنے رسول کو عطا کئے تھے جس میں مسلمانوں نے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ، یہ اموال آپؐ اپنے اہل بیت پر خرچ کرتے تھے۔

آپؐ نے اپنی ازواج کی کفالت کے لیے بنونضیر کے نخلستان، جو آپؐ کو غنیمت کے طور پر ملے تھے، کی پیداوار میں سے ایک حصہ مقرر کیا تھا، جسے فروخت کر کے ان کے سال بھر کی گذر بسر کا سامان کیا جاتا تھا۔ جب خیبر فتح ہوا تو تمام ازواج کے لیے فی کس اسی وسق کھجور اور بیس وسق جو سالانہ مقرر ہوا تھا۔ ۲۸

خیبر کی آمدنی

آپؐ نے صلح حدیبیہ کے بعد خیبر کی طرف رخ کیا کیونکہ وہاں کے یہود اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے۔ جب خیبر فتح ہوا تو آپؐ نے انہیں اپنی زمینوں سے بے دخل کرنے کے بجائے وہاں رہائش اختیار کرنے کی اجازت دے دی اس شرط کی بنا پر کہ وہ خیبر کی زمین کاشت کریں گے اور اس کا آدھا حصہ آپؐ کو بھیجیں گے۔ ۲۹

خیبر کی زمینوں کی آمدن آپؐ کے لیے تھی۔

فدک

فدک حجاز کے بالائی حصہ میں دوسرے قصبات کی طرح ایک مستقل ریاست کا درجہ رکھتا تھا۔ اس کی زمین زرخیز اور پیداوار کے لیے مشہور تھی۔ بلاذری لکھتے ہیں: "فدک حجاز کا ایک شہر ہے، مدینے سے فدک تک دو دن یا تین دن کا سفر ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ساتویں ہجری میں یہ بطور غنیمت عطا کیا۔ جب نبی پاکؐ نے خیبر پر حملہ کیا اور اس کے تمام قلعے فتح ہو گئے اور وہاں کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو خیبر کی آمدنی کا آدھا حصہ دینے کا معاہدہ کیا۔ تو یہ خبر فدک والوں تک پہنچی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ وہ آپؐ کو اپنی زمین اور اموال کا آدھا حصہ دینے کا معاہدہ کریں گے۔ آپؐ نے ان کی یہ پیش کش قبول کی۔ یہ غنائم خالصۃ رسول اللہ ﷺ کے لیے تھے کیونکہ اس میں مسلمانوں نے (جنگ کے لیے) نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ۔" ۳۰

اس طرح فدک کی زمین آپؐ کی ملکیت میں آ گئی۔ اور آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فدک اپنی بیٹی حضرت فاطمہ × کو دے دی۔ ۳۱

وادی القری

یہ وادی مدینہ اور شام کے درمیان ہے، جسے یہودیوں نے قبل از اسلام آباد کیا تھا، یہ بہت سے قصبوں پر مشتمل تھی۔[۳۲]
آپؐ فدک کے بعد وادی القری کی طرف متوجہ ہوئے، سب سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی انہوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا، بلکہ جنگ کے لیے آمادہ ہوئے۔ مختصر محاصرہ کے بعد آپؐ نے وادی القری کو فتح کیا۔ وہاں کے لوگوں نے آپؐ کو اپنی زمین کا آدھا حصہ دینے کا معاہدہ کیا، جسے آپؐ نے قبول کرلیا۔

وادی التیماء

تیماء شام کی جانب ایک قصبہ ہے جو وادی القری اور شام کے درمیان تھا، یہ شام اور دمشق سے آنے والے حجاج کے راستے میں پڑتا تھا، یہاں پر سموآل یہودی کا قلعہ الابلق الفرد تھا۔[۳۳]
جب رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر اور اہل فدک اور اہل وادی القری کے ساتھ معاہدہ کئے تو اہل تیماء نے بھی آپؐ کو صلح کا پیغام بھیجا آپؐ نے قبول فرمایا اور انہیں اپنی زمین میں رہنے دیا اور وہ اپنی زمین کی پیداوار کا نصف حصہ آپؐ کو دینے پر راضی ہوئے۔[۳۴]

آپ ﷺ کے جانور

(الف) آپؐ کے اونٹ

ابن کثیر کی روایت کے مطابق آپؐ کی تین اونٹنیاں تھیں۔ (۱) القصوی (۲) الجدعاء (۳) العضباء،[۳۵]
تہذیب الکمال للمزی کی روایت کے مطابق آپؐ کے پاس بیس دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں:۔ (۴) الحناء (۵) السمراء (۶) العریس (۷) السعدیہ (۸) البغوم (۹) الیسیرۃ (۱۰) الربی (۱۱) بردۃ جو آپؐ کو ضحاک ابن سفیان الکلابی نے ہدیہ کی تھی یہ دو اونٹنیوں کے برابر دودھ دیتی تھی۔ (۱۲) مہرۃ (۱۳) الشقراء (۱۴) القصوی (۱۵) الجدعاء (۱۶) العضباء (۱۷) الصہباء (۱۸) الغیم (۱۹) النوق (۲۰) مروۃ۔[۳۶]
مناقب ابن شہرآشوب کی روایت کے مطابق: (۱) العضباء (۲) الجدعا (۳) القصوی یا اسے القصواء کہا جاتا ہے (۴) الصہباء (۵) البغوم (۶) الغیم (۷) النوق (۸) مردۃ اور دس دودھ دینے والی اونٹنیاں (۹) مہرۃ (۱۰) الشقراء (۱۱) الریا (۱۲) الحبا (۱۳) السمرا (۱۴) العریس (۱۵) السعدیۃ (۱۶) البغوم (۱۷) الیسیرۃ (۱۸) بردۃ۔[۳۷]
سبل الہدی کی روایت کے مطابق آپ کی ۴۵ دودھ والی اونٹنیاں تھیں۔[۳۸]
لیکن اس نے تمام کے نام ذکر نہیں کئے۔

(ب) آپؐ کے گھوڑے

ابن شہرآشوب کی روایت کیے مطابق آپؐ کے گھوڑے یہ تھے:۔ (۱) الورد (۲) الطرب (۳) اللزاز (٤) اللحیف

(٥) مرتجز (٦) السکب (٧) الیعسوب (٨) السبحة (٩) ذو العقاب (١٠) الملاوح اسے مراوح بھی کہا جاتا ہے۔[۳۹]

بعض روایات کے مطابق آپؐ کے پاس پندرہ گھوڑے تھے بعض کے مطابق بیس تھے۔[۴۰]

(ج) بغالہ (خچر)

سبل الہدی کی روایت کے مطابق آپؐ کے پاس سات خچر تھے، (۱) دلدل جو آپؐ کو شاہ مصر مقوقس نے ہدیہ کیا تھا (۲) فضة جو آپؐ کو فروۃ بن عمر و الجذامی نے ہدیہ کی تھی۔ (۳) ایک خچر ایلیا کے رئیس نے ہدیہ کیا تھا (۴) ایک خچر کسری نے ہدیہ کیا تھا (۵) ایک دومۃ الجندل (۶) ایک نجاشی نے ہدیہ کی تھی۔ (۷) حمارۃ شامیة۔[۴۱]

(د) حمارہ (گدھے)

آپؐ کے پاس دو گدھے تھے بحار الانوار کی روایت کے مطابق (۱) یعفور جو مقوقس نے دلدل کے ساتھ آپؐ کو ہدایہ کیا تھا۔ (۲) عفیر فروۃ جذامی نے فضة کے ساتھ ہدیہ کیا تھا۔[۴۲] سبل الہدی والرشاد کی روایت کے مطابق ان کی تعداد چار تھی دو یہی اور (۳) سعد بن عبادہؓ نے ہدیہ کیے تھے (۴) آپؐ کے کسی صحابی نے ہدیہ کیا تھا۔[۴۳]

(ھ) آپؐ کے بکریاں

آپؐ کی ۱۰۰ بھیڑ بکریاں تھیں۔[۴۴]

(۱۱) آپؐ کی مجموعی زمینی پیداوار

السید مرتضی العسکری نے اپنی کتاب معالم المدرستین میں آپؐ کی معاشیات کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، ان میں سے پہلا حصہ: صدقات جو آٹھ تھے:

(۱) سب سے پہلے آپؐ کو مخیرّیق یہودی کی وصیت کے مطابق اس کی زمین جو الحوائط السبعة کے نام سے ہے مشہور تھے، ملکیت میں ملی۔ (۲) مدینہ منورہ میں بنو نضیر کی زمین، (۳) (۴) (۵) خیبر کے تین حصے (۶) آدھا فدک (۷) وادی القری کا ثلث (۸) سوق المدینہ جس کو مہزور کہا جاتا ہے۔

دوسرا حصہ: آپ کا حق فی تھا جو آپؐ کے لیے خاص تھا۔

تیسرا حصہ: خیبر کا خمس تھا۔ یہ تمام حقوق خاص رسول ﷺ کے لیے خاص تھے، اس میں کوئی اور شریک نہیں تھا۔[۴۵]

....

حوالہ جات

۱۔ تاریخ یعقوبی، ج ۲ص ۸، تاریخ دمشق، ج ۳۷ص ۳۶۱

۲۔ طبقات ابن سعد، ج ا، ۹۹

۳۔ یعقوبی، ج ۲ص ۱۰

۴۔ طبقات الکبریٰ لابن سعد، ج اص، ۱۰۰

۵۔ القرآن، الضحیٰ، ۶

۶۔ اصول الکافی، ج ا، ۴۴۹، صحیح البخاری، ج ۲ص ۱۵۔ سیرت ابن ہشام، ج اص ۱۷۸

۷۔ (الشیخ الصدوق (متوفی ۳۸۱ھ ناشر مکتبۃ الحیدریۃ، نجف، ۱۹۶۶ع) علل الشرائع، ج اص ۳۲

۸۔ سیرت ابن ہشام، ج اص ۱۰۸

۹۔ بحارالانوار، ج ۶۱ص ۱۱۶، ابوداؤد، سنن ابی داؤد، ج اص ۳۸، حدیث نمبر ۱۴۲

۱۰۔ تفسیر القرطبی، ج ۲۰ص ۲۰۴

۱۱۔ سیرت ابن ہشام ج اص ۱۲۱

۱۲۔ سیرت ابن ہشام ج اص ۱۲۲

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ القرآن، الضحیٰ: ۸

۱۶۔ ڈاکٹر پروفیسر نور محمد غفاری، نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، ص ۸۲

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ سیرت ابن ہشام، ج ۲ص ۲۸۳، تاریخ الطبری، ج ۲ص ۸۰

۱۹۔ الکافی، ج اص ۴۴۹

۲۰۔ نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، ص ۱۵۳

۲۱۔ نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، ص ۱۵۱

۲۲۔ القرآن، الانفال، آیت، ۴۱

۲۳۔ بحارالانوار، ج ۲۰ص ۱۳۰

۲۴۔ ایضا

۲۵۔ تہذیب الاحکام، ج ۹ص ۱۴۵، بحارالانوار، ج ۲۲ص ۲۹۸

۲۶۔ القرآن، الحشر، ۶

۲۷۔ صحیح البخاری، ج ٦، ص ۵۸، سنن ابوداؤد، ج ۲، حدیث نمبر ۲۹٦۵، ص ۲۲، سنن الترمذی، ج ۳، ص ۱۳۱

۲۸۔ معجم الاوسط، الطبرانی، ج ۲، ص ۲۰۵، عبداللہ ابن قدامہ، مغنی، ج ۵، ص ۵۸۴

۲۹۔ صحیح المسلم، ج ۵، ص ۲۷، سنن ابی داؤد، ج ۲، ص ۱۲٦۔

۳۰۔ معجم البلدان، ج ۴، ص ۲۳۸

۳۱۔ الکافی، ج ۱، ص ۵۴۳

۳۲۔ معجم البلدان، ج ۵، ص ۳۴۵

۳۳۔ معجم البلدان، ج ۲، ص ٦٦

۳۴۔ ایضاً

۳۵۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ج ۴، ص ۱۳۷، البدیۃ والنہایۃ، ج ٦، ص ۱۰

۳٦۔ تہذیب الکمال، ج ۱، ص ۲۱۱

۳۷۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۱، ص ۱۴٦

۳۸۔ سبل الہدی والرشاد، ج ۷، ص ۴۰۷

۳۹۔ مناقب آل ابی طالب، ج ۱، ص ۱۴٦

۴۰۔ سبل الہدی والرشاد، ج ۱۱، ص ۴۱۹

۴۱۔ سبل الہدی والرشاد، ج ۷، ص ۴۰۵

۴۲۔ بحارالانوار، ج ۱٦، ص ۱۰۸

۴۳۔ سبل الہدی والرشاد، ج ۷، ص ۴۰٦

۴۴۔ مناقب لابن شہر آشوب، ج ۱، ۱۴٦، بحارالانوار، ج ٦۱، ص ۱۱٦، ابوداؤد، سنن ابی داؤد، ج ۱، ص ۳۸، حدیث نمبر ۱۴۲

۴۵۔ السید مرتضی العسکری، معالمۃ المدرستین، ج ۲، ص ۱۳۱

المراجع والمصادر

۱۔ القرآن الکریم

۲۔ ابن شہر آشوب ابوعبداللہ محمد ابن علی ابن شہر (متوفی ۵۸۸ھ)
''مناقب آل ابی طالب''، المطبعۃ الحیدریۃ النجف الاشرف، سنۃ ۱۳۷٦

۳۔ احمد بن حسین بن علی البیہقی (الموتوفی: ۴۵۸): ''السنن الکبریٰ'' ناشر دارالفکر بیروت لبنان

۴۔ امام ابوالفداء اسماعیل بن کثیر (المتوفی ۷۷۴): ''البدایہ والنہایہ''، ناشر دارالاحیاء التراث، العربی، الطبعۃ الاولی سنۃ ۱۹۸۸

۵۔ امام ابوالفداء اسماعیل بن کثیر (المتوفی ۷۷۴): ''السیرۃ النبویۃ'' ناشر دارالمعرفۃ بیروت، طبع اول، سنۃ ۱۳۹٦ھ

۶۔ امام ابوالفداء اسماعیل بن کثیر (المتوفی ۷۷۴): ''البدیۃ والنہایۃ''، الناشر: دارالاحیاء التراث العربی۔ بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۸ھ

۷۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (المتوفی ۲۵۶ھ): ''صحیح البخاری''، ناشر دارالفکر بیروت، سنۃ ۱۴۰۱ھ

۸۔ امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی (المتوفی ۹۴۲): ''سبل الہدی والرشاد''، ناشر دارالمکتبۃ العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ الاولیٰ سنۃ ۱۹۹۳ع

۹۔ امام مسلم بن حجّاج القشیر ی: ''صحیح مسلم''، ناشر دارالفکر بیروت۔لبنان

۱۰۔ الترمذی محمد ابن عیسی (متوفی ۲۷۹ھ): ''سنن الترمذی''، دارالفکر بیروت، سنۃ ۱۴۰۳ھ

۱۱۔ جمال الدین ابوالحجاج یوسف المز ی (متوفی ۷۴۲ھ): ''تہذیب الکمال''، الناشر: موسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الرابع سنۃ ۱۴۰۶ھ

۱۲۔ (ڈاکٹر پروفیسر نور محمد غفاری، نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، دیال سنگھ لائبریری لاہور

۱۳۔ سلیمان ابن اشعث السجستانی (متوفی ۲۷۵ھ): ''سنن ابی داؤد''، طبع اولیٰ، دارالفکر بیروت، سنۃ ۱۴۱۰ھ۔۱۹۹۰ع

۱۴۔ السید مرتضی العسکر ی (معاصر) معالمۃ المدرستین، بیروت، سنۃ ۱۴۱۰ھ۔۱۹۹۰ع

۱۵۔ شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت الحمو ی (متوفی ۶۲۶ھ): ''معجم البلدان''، دارالاحیاء التراث العربی، بیروت سنۃ ۱۳۹۹ھ

۱۶۔ (الشیخ الطوسی محمد ابن الحسن (متوفی ۴۶۰ھ): ''تہذیب الاحکام'' الناشر: دارالکتب الاسلامیۃ، الطبعۃ الرابعۃ ۱۳۶۵ش

۱۷۔ الشیخ محمد باقر المجلسی (المتوفی ۱۱۱۱ھ) ''بحارالانوار''، ناشر مؤسسۃ الوفاء بیروت لبنان، الطبع الثانیہ، سنۃ ۱۹۹۳ع

۱۸۔ (الطبر انی سلیمان ابن احمد (متوفی ۳۶۰ھ)، ''معجم الاوسط''، المطبعۃ دارالحرمین، سنۃ ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۵ع

۱۹۔ عبدالملک بن ہشام الحمیر ی (المتوفی ۲۱۸): ''سیرت النبی ﷺ'' طبع مکتبۃ محمد علی صبیح واولادہ میدان الازہر بمصر سنۃ ۱۳۸۳ھ

۲۰۔ محمد یعقوب کلینی (المتوفی ۳۲۹ھ): "اصول کافی" ناشر دارالکتب اسلامیہ تہران، طبع چہارم، سال ۱۳۶۵ھ ش

۲۱۔ (یعقوبی احمد بن ابی یعقوب (متوفی ۲۸۴): ''تاریخ یعقوبی''، الطبع، دارالصادر، بیروت، ناشر فرہنگ اہل بیت، قم ایران

☆☆☆☆☆